

السلام علیکم! کیا فرماتے ہیں۔ مفتیان کرام

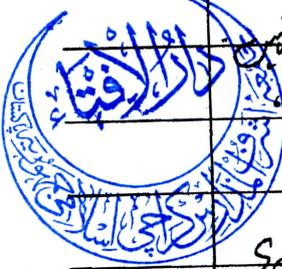
(655)

تاریخ روانگی ۱۱ فروری ۲۰۲۰ء (۱۱-۲-۲۰۲۰ء) تاریخ واپسی ۱۵-۲-۲۰۲۰ء

سوال نمبر ۱
 مفتی صاحب۔ مسجد کیساتف منسقل کمروں میں جماعتِ ثانیہ کتنا شرعاً کیسا ہے؟ ایک مولانا صاحب کہتے ہیں کہ ان کمروں میں جماعتِ ثانیہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ فرماتے ہیں فقیر فقیرہ الاقت مولانا محمود الحسن گنگوٹی نے اپنی مسجد میں جماعتِ ثانیہ پورے والوں کو مسجد کے احسن اور منسقل کمروں میں ہی جماعتِ ثانیہ منع فرماتے تھے۔ آپ بطور دلیل فرماتے کہ شرعی مسجد میں جماعتِ ثانیہ کی مخالفت کی علت تعلق جماعتِ پہلے یہ علت مسجد کے احسن اور اس سے منسقل کمروں میں ہی ہائی جائی ہیں اگر اس کی اجازت دی جائے۔ تو مسجد کی جماعتِ ثانیہ ہوگی۔
 (مستفاد از فتاویٰ قاسمیہ جلد ۶، ص ۲۳۸)

سوال نمبر ۲
 اگر جماعتِ ثانیہ میں شین افراد ہوں تو مندر الاضناف اس میں کساعتِ ثانیہ ہے یا نہیں؟ یہی مولانا صاحب کہتے ہیں کہ اگر جماعتِ ثانیہ میں سے نائزہ افراد شریک ہوں تو جماعتِ ثانیہ مکروہ ہوگی اور نہ ہی صحیح ہے۔ لو كانت الجماعة الخلفیة اکثر من ثلاثتہ، یکرہ انکرارہ والا فلا۔
 (رد المحتار باب الاذان ج ۱ ص ۶۳)

سوال نمبر ۳
 مسافر کیلئے مسجد محلہ میں جماعتِ ثانیہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یہی مولانا صاحب کہتے ہیں کہ مسافر کیلئے ہی جماعتِ ثانیہ جائز ہے اسلئے کہ دور دراز اور غیر مقامی لوگوں کی جماعتِ ثانیہ کی وجہ سے مسجد کی اہل جماعتِ ثانیہ نہیں ہوتی ہے اور جماعتِ ثانیہ کی مخالفت کی علت اہل جماعتِ ثانیہ کا متاثر ہونا ہے۔ اسلئے مقامی لوگوں کیلئے ہم حال مکروہ ہے غیر مقامی لوگوں کیلئے جائز ہے۔ (جاری ہے۔)



اور بطور دلیل کے بدائع الذخائر کا حوالہ پیش کرتے ہیں۔
وہ ثقل الجماعۃ مکروہ، بخلاف المساجد التي علی قوائم الطریق
التي ليست لها اهل معروفون، فاداء الجماعة فيها سنة بعد اخرى
لا يؤدى الى ثقل الجماعات، وبخلاف ما اذا اهل فيه
غير اهل لا يؤدى الى ثقل الجماعة، لأن اهل المسجده ينتظرون
اذان المؤذن المعروف فيحضرون۔
بدائع الذخائر، كتاب الصلوة، فصل في بيان محل وجوب الاذان ۱/۳۸۰
مفتی صاحب - جمہور فقہائے احناف کے نزدیک مفتی بہ قول
ان صلوٰتوں کے بارے میں کیا ہے؟ یہاں نماز کی بارے میں

سوال نمبر 1--- مفتی صاحب مسجد کے ساتھ متصل کمروں میں جماعت ثانیہ کرنا شرعاً کیسا ہے؟
 ایک مولانا صاحب کہتے ہیں کہ ان کمروں میں جماعت ثانی کرنا بھی صحیح نہیں ہے، فرماتے ہیں کہ فقیہ الامت مولانا محمود الحسن گنگوہی اپنی مسجد میں جماعت فوت ہونے والوں کو مسجد کے صحن اور متصل کمروں میں بھی جماعت ثانی سے منع فرماتے تھے، آپ بطور دلیل فرماتے کہ شرعی مسجد میں جماعت ثانی کی ممانعت کی علت تکلیل جماعت ہے، یہ علت مسجد کے صحن اور اس سے متصل کمروں میں بھی پائی جاتی ہے اگر اس کی اجازت دی جائے تو مسجد کی جماعت متاثر ہوگی۔ (مستفاد از فتاویٰ قاسمیہ جلد 6، ص 228)

سوال نمبر 2--- اگر جماعت ثانیہ میں تین افراد ہوں تو عند الاحناف اس میں کراہت تحریمی ہے یا نہیں؟
 یہی مولانا صاحب کہتے ہیں کہ اگر دوسری جماعت میں تین سے زائد افراد شریک ہوں تو جماعت ثانی مکروہ ہوگی ورنہ نہیں "لو كانت الجماعة أكثر من ثلاثة يكره التكرار وإلا فلا" (رد المحتار، باب الاذان جلد دوم، ص 63)

سوال نمبر 3--- مسافر کے لیے مسجد محلہ میں جماعت ثانیہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟
 یہی مولانا صاحب کہتے ہیں مسافر کے لیے بھی جماعت ثانی جائز ہے اس لیے کہ دور دراز اور غیر مقامی لوگوں کی جماعت کی وجہ سے مسجد کی اصل جماعت متاثر نہیں ہوتی ہے اور جماعت ثانی کی ممانعت کی علت اصل جماعت کا متاثر ہونا ہے اس لیے مقامی لوگوں کے لیے بہر حال مکروہ ہے غیر مقامی اور مسافر کے لیے جائز ہے اور بطور دلیل کے بدائع الصنائع کا حوالہ پیش کرتے ہیں "وتقليل الجماعة مكروه بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق لانها ليست لها اهل معروفون، فداء الجماعة مرة بعد اخرى لا يؤدى الى تقليل الجماعات، وبخلاف ما اذا صلى فيه غير اهله لا يؤدى الى تقليل الجماعة لان اهل المسجد ينتظرون اذان المؤذن المعروف فيحضرون"۔
 مفتی صاحب جمہور فقہاء احناف کے نزدیک مفتی بہ قول ان صورتوں کے بارے میں کیا ہے؟ رہنمائی فرمائیں نوازش ہوگی۔

المستفتی: حافظ دلاور (کوہاٹی)

فون نمبر: 0334 8251826



☆☆

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 الجواب حامداً ومصلياً

(1)--- واضح رہے کہ احادیث مبارکہ میں مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی نہایت تاکید کی گئی ہے اور اس کے چھوڑنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں چنانچہ آپ ﷺ کا فرمان مبارک ہے "عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لقد هممت أن أمر بالصلاة فتقام ثم أمر رجلاً فيصلي بالناس ثم أنطلق معي

برجال معهم حزم من حطب إلى قوم لا يشهدون الصلاة فأحرق عليهم بيوتهم بالنار. [رواه ابو داود] ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا میں یہ ارادہ کر رہا ہوں کہ ادھر نماز کا حکم دوں، جماعت کھڑی ہو جائے پھر کسی کو حکم دوں کہ لوگوں کو نماز پڑھائے، پھر چند لوگوں کے ساتھ لکڑیاں لے جاؤں جو جماعت کے لیے نہیں آتے ان کے گھروں کو آگ لگا دوں، نیز مسلم شریف میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے "ولقد رأيتنا وما يتخلف عنها إلا منافق معلوم النفاق، ولقد كان الرجل يؤتى به يهادى بين الرجلين حتى يقام فى الصف" ترجمہ: اور یقیناً ہم لوگ دیکھتے تھے کہ جماعت سے پیچھے رہنے والے منافق ہی ہوتے تھے، (مریض بھی) دو آدمیوں کے سہارے گھسٹتے ہوئے (مسجد میں جماعت کی) صف میں کھڑا کر دیا جاتا تھا۔

لہذا بلا کسی عذر کے محض سستی و غفلت کی وجہ سے مسجد کی جماعت میں شریک نہ ہونا شرعاً جائز نہیں ہے، البتہ کبھی کبھار اگر کسی عذر کی بناء پر کسی دن تاخیر ہو جائے اور مسجد کی جماعت فوت ہو جائے تو مسجد شرعی (وہ حصہ جو صرف نماز کے لیے خاص کیا گیا ہو) سے باہر کسی دوسری جگہ پر جماعت ثانی کی گنجائش ہے۔

تاہم اس کا معمول بنانا شرعاً جائز نہیں ہے کیونکہ مسجد شرعی سے خارج حصہ میں بھی جماعت ثانی کا معمول بنانے سے اصل جماعت میں یقیناً فرق پڑنے کا اور جماعت ثانی مکروہ ہونے کی وجہ (علت) فقہاء نے لوگوں کا پہلی جماعت میں شرکت میں سستی، بد نظمی اور لوگوں میں تفرقہ بتلائی ہیں کیونکہ جب لوگ یہ سمجھیں گے کہ ان کو دوبارہ جماعت مل جائے گی تو وہ یقیناً پہلی جماعت میں سستی اور غفلت کریں گے۔

لہذا فقیہ الامت مولانا محمود الحسن گنگوہیؒ کا اپنی مسجد کے صحن اور متصل کمروں میں جماعت ثانی سے منع کرنا بطور حکمت کے تھا تا کہ جماعت ثانی (دوسری جماعت) کی وجہ سے پہلی جماعت میں سستی اور غفلت واقع نہ ہو (اور لوگ اس کی عادت نہ بنا لیں) البتہ اگر کسی سے اتفاقاً کسی دن جماعت کی نماز فوت ہو جائے تو اس کے لیے مسجد شرعی سے باہر جماعت ثانی کی شرعاً گنجائش ہے۔

(2)۔۔۔ واضح رہے کہ وہ مساجد جہاں مستقل طور پر امام، مؤذن اور نمازی متعین ہوں (جیسے محلہ کی مسجد) اور نمازیوں نے وقت مقررہ پر اذان و اقامت کے ساتھ جماعت ادا کر لی ہو تو وہاں اگر جماعت ثانی اسی ہیئت پر پڑھی جائے جس ہیئت پر جماعت اولی ہوئی ہے تو یہ بالاتفاق مکروہ ہے، اور اگر ہیئت اولی پر نہ ہو تو اس میں اختلاف ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے، البتہ امام صاحب سے ایک روایت یہ بھی ہے جو علامہ شامیؒ نے شرح المنیہ سے نقل کی ہے (یعنی جماعت ثانیہ میں اگر تین سے زائد افراد شریک ہوں تو مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں) لیکن چونکہ اس طرح سے اجازت دینے سے لوگوں کے دلوں سے جماعت اولی کی اہمیت ختم ہو جائے



گی اور لوگ جماعت اولیٰ میں شرکت کرنے میں سستی اور غفلت کریں گے جو کہ شرعاً ناجائز اور مکروہ ہے، اس لیے علماء نے جماعت ثانیٰ میں امام صاحب کے قول (مطلقاً) مکروہ (خواہ تین سے کم ہوں یا تین سے زائد) ہونے کو ترجیح دی ہے، البتہ کبھی کبھار اگر کسی عذر کی بناء پر جماعت اولیٰ فوت ہو جائے اور جماعت ثانیٰ مسجد شرعی سے باہر ادا کی جائے تو اس کی گنجائش ہے بشرطیکہ اس کا معمول نہ بنایا جائے ورنہ جماعت ثانیٰ مسجد شرعی سے باہر بھی مکروہ ہوگی (جیسا کہ اوپر مذکور ہے)۔

3)۔۔ واضح رہے کہ ایسی مساجد جہاں مستقل طور پر امام، مؤذن اور نمازی متعین ہوں (جیسے محلہ کی مسجد) اور نمازیوں نے وقت مقررہ پر اذان و اقامت کے ساتھ جماعت ادا کر لی ہو تو وہاں جماعت ثانیٰ کرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ جماعت ثانیٰ کرانے والے مقامی حضرات ہوں یا مسافر۔

چنانچہ علامہ کاسانیؒ اپنی مشہور کتاب "بدائع الصنائع" میں فرماتے ہیں "وإن صلی فیہ أہلہ بأذان وإقامة، أو بعض أہلہ یکرہ لغير أہلہ وللباقین من أہلہ أن یعدوا الأذان والإقامة، ترجمہ: اگر مسجد میں سب اہل مسجد یا بعض اہل مسجد نے اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا کر لی ہو تو باقی اہل مسجد اور غیر اہل مسجد (مسافر اور غیر مقامی وغیرہ) کے لیے اس میں دوبارہ اذان و اقامت کرنا مکروہ ہے۔

نیز اذان اور اقامت بھی جماعت کے لیے ہوتے ہیں اس لیے جماعت ثانیٰ بھی مکروہ ہوگی چنانچہ علامہ کاسانیؒ نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "وہذہ المسألة بناء علی مسألة أخرى وہی أن تکرار الجماعة فی مسجد واحد مکروہ" ترجمہ: اور یہ مسئلہ (دوبارہ اذان و اقامت کہنا) ایک دوسرے مسئلے پر مبنی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ہی مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے۔

اسی طرح علامہ محمودؒ اپنی کتاب "البنایہ شرح الہدایہ" میں لکھتے ہیں "فإن صلی فیہ بعض أہلہ فلیس لبقیة أہلہ أو لغيرہم أن یصلوا جماعة"، ترجمہ: اگر مسجد میں بعض اہل مسجد نے نماز پڑھی تو باقی اہل مسجد یا مسافر وغیرہ کے لیے (دوبارہ) جماعت کرنا درست نہیں۔

اسی طرح محمد بن احمد سمرقندیؒ "تحفة الفقہاء" میں لکھتے ہیں "وإن صلی فیہ أہلہ بأذان وإقامة أو بعض أہلہ فإنه یکرہ لغير أہلہ وللباقین من أہلہ أن یعدوا الأذان والإقامة۔۔۔ ففی کل موضع یکرہ تکرار الجماعة یکرہ تکرار الأذان وفی کل موضع لا یکرہ تکرار الجماعة لا یکرہ لأنہما من سنة الصلاة بجماعة" ترجمہ: اگر مسجد میں سب اہل مسجد یا بعض اہل مسجد نے اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا کر لی ہو تو باقی اہل مسجد اور غیر اہل مسجد (مسافر اور غیر مقامی وغیرہ) کے لیے اس میں دوبارہ اذان و اقامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔۔۔ پس ہر وہ جگہ جہاں تکرار جماعت مکروہ ہے وہاں تکرار اذان اور اقامت بھی مکروہ ہے اور ہر وہ جگہ جہاں تکرار جماعت



مکروہ نہیں ہے وہاں تکرار اذان اور اقامت بھی مکروہ نہیں اس لیے کہ یہ دونوں (اذان و اقامت) جماعت کے لیے سنت ہے۔

نیز علامہ شامیؒ "البحر الرائق" کے حاشیہ "منحة الخالق" میں فرماتے ہیں "أقول: ومفاد هذا القول كراهة التكرار مطلقاً أي ولو بدون أذان وإقامة" ترجمہ: میں (علامہ شامی) کہتا ہوں: اور اس قول کا حاصل یہ ہے کہ تکرار جماعت مطلقاً مکروہ ہے، یعنی اگرچہ اذان و اقامت کے بغیر ہو۔

لہذا فقہاء کرام کی مذکورہ بالا عبارات سے واضح ہو گیا کہ جس مسجد کا امام، نمازی متعین ہوں تو اس مسجد میں جماعت ثانی مکروہ ہے اور "غیر اہلہ" سے یہ ثابت ہو گیا کہ جماعت ثانی کی کراہت مطلق ہے، البتہ وہ مساجد جو شہر سے دور کسی شاہراہ پر ہوں اور اس میں مسافر حضرات ٹھہر کر نماز ادا کرتے ہوں تو اس میں جماعت ثانی بلا کراہت جائز ہے اگرچہ اس مسجد میں امام و مؤذن مقرر ہوں اور آس پاس کے بعض مقامی حضرات بھی اسی مسجد میں نماز ادا کرتے ہوں۔

"للمسئلة الاولى والثانية"

کما فی الشامیہ (252/1) مط: ایچ۔ ایم سعید

(قوله ويكره) أي تحريماً القول الكافي.

وفيه أيضاً (395/1)

(قوله: وتكرار الجماعة) لما روى عبد الرحمن بن أبي بكر عن أبيه «أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - خرج من بيته ليصلح بين الأنصار فرجع وقد صلى في المسجد بجماعة، فدخل رسول الله - صلى الله عليه وسلم - في منزل بعض أهلهم فجمع أهلهم فصلى بهم جماعة» ولو لم يكره تكرر الجماعة في المسجد لصلى فيه. وروى عن أنس "أن أصحاب رسول الله - صلى الله عليه وسلم - كانوا إذا فاتتهم الجماعة في المسجد صلوا في المسجد فرادى" ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة؛ لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة يتعجلون فتكثر وإلا تأخروا. اهـ. بدائع. وحينئذ فلو دخل جماعة المسجد بعد ما صلى أهلهم فيه فإنهم يصلون وحداناً، وهو ظاهر الرواية ظهيرية. وفي آخر شرح المنية: وعن أبي حنيفة لو كانت الجماعة أكثر من ثلاثة يكره التكرار وإلا فلا. وعن أبي يوسف إذا لم تكن على الهيئة الأولى لا تکره وإلا تکره.

وفيه أيضاً (396/1)

وقد علمت أن تکرارها مکروہ فی ظاہر الروایة إلا فی رواية عن الإمام ورواية عن أبي يوسف كما قدمناه قريبا، وسيأتي أن الراجح عند أهل المذهب وجوب الجماعة وأنه يَأثم بتفويتها اتفاقاً. وحينئذ يجب السعي بالقدم للأجل الأداء في أول الوقت أو في المسجد، بل لأجل إقامة الجماعة وإلا لزم فوتها أصلاً أو تکرارها في مسجد إن وجد جماعة أخرى وكل منهما مکروہ فلذا قال بوجوب الإجابة بالقدم.

وفي الفقه الاسلامی وادلتہ (1182/2) مط: رشیدیہ

ذلك حامل على تكثير الجماعة، فلو أبيض التكرار بدون كراهة لا يجتمع الناس، لعلمهم أن الجماعة لا تفوتهم.



وفى فيض البارى (244/2) مط: دار الكتب العلمية

وفى ظاهر الرواية: أنها مكروهة. ثم إن رواية أبي يوسف رحمه الله تعالى محلها فيمن فاتتهم الجماعة، لأنهم تعمّدوا ذلك أو تعوّدوه.

وفى البنايه شرح الهدايه (580/2) مط: دار الكتب العلمية

يكره عندنا تكرار الجماعة في مسجد واحد، كذا في "الذخيرة" و"الوبري" وغيرهما. وأما إذا لم يكن راتب وليس المسجد مطروقا فمذهبا كراهة الجماعة الثانية بغير إذنه ويصلون فيه أفرادا خلافا لأحمد.

وفى بدائع الصنائع (53/1) مط: دار الكتاب العربي

(ولنا) ما روى عبد الرحمن بن أبي بكر عن أبيه - رضي الله عنهما - أن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - خرج من بيته ليصلح بين الأنصار لتشاجر بينهم فرجع وقد صلى في المسجد بجماعة فدخل رسول الله - صلى الله عليه وسلم - في منزل بعض أهله فجمع أهله فصلى بهم جماعة، ولو لم يكره تكرار الجماعة في المسجد لما تركها رسول الله - صلى الله عليه وسلم - مع علمه بفضل الجماعة في المسجد. وروى عن أنس بن مالك - رضي الله عنه - أن أصحاب رسول الله - صلى الله عليه وسلم - كانوا إذا فاتتهم الجماعة صلوا في المسجد فرادى؛ ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة؛ لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه، بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق؛ لأنها ليست لها أهل معروفون، فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدي إلى تقليل الجماعات.

وفى منحة الخالق (366/1) مط: دار الكتاب الاسلامي

أقول: ومفاد هذه النقول كراهة التكرار مطلقا أي ولو بدون أذان وإقامة وأن معنى قول قاصم خان المار يصلي بغير أذان وإقامة أنه يصلي منفردا لا بالجماعة بدليل التعليل والابتداء بالأذان بالمرروي عن الصحابة، ويؤيده قوله في الظهيرية وظاهر الرواية أنهم يصلون وحدانا

"للمسئلة الثالثة"

كما فى بدائع الصنائع (53/1) مط: دار الكتاب الاسلامي

ولو صلى في مسجد بأذان وإقامة هل يكره أن يؤذن ويقام فيه ثانيا؟ فهذا لا يخلو من أحد وجهين: إما أن كان مسجدا له أهل معلوم، أو لم يكن: فإن كان له أهل معلوم --- وإن صلى فيه أهله بأذان وإقامة، أو بعض أهله يكره لغير أهله وللباقيين من أهله أن يعيدوا الأذان والإقامة --- وإن كان مسجدا ليس له أهل معلوم بأن كان على شوارع الطريق - لا يكره تكرار الأذان والإقامة فيه، وهذه المسألة بناء على مسألة أخرى وهي أن تكرار الجماعة في مسجد واحد هل يكره؟ فهو على ما ذكرنا من التفصيل والاختلاف. وروى عن أبي يوسف أنه إنما يكره إذا كانت الجماعة الثانية كثيرة، فأما إذا كانوا ثلاثة، أو أربعة فقاموا في زاوية من زوايا المسجد وصلوا بجماعة لا يكره. وروى عن محمد أنه إنما يكره إذا كانت الثانية على سبيل التداعي والاجتماع، فأما إذا لم يكن فلا يكره --- ولأن التكرار يؤدي إلى تقليل الجماعة؛ لأن الناس إذا علموا أنهم تفوتهم الجماعة فيستعجلون فتكثر الجماعة، وإذا علموا أنها لا تفوتهم يتأخرون فتقل الجماعة، وتقليل الجماعة مكروه، بخلاف المساجد التي على قوارع الطرق؛ لأنها ليست لها أهل معروفون، فأداء الجماعة فيها مرة بعد أخرى لا يؤدي إلى تقليل الجماعات



وفي اعلاء السنن (279/4) مط: ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه
ومن دخل المسجد فوجد امامه قد فرغ من الصلاة فان كان المسجد في غير ممر الناس كره له ان
يستأنف فيه جماعة عند ابي حنيفة .

وفيه ايضاً (283/4) مط: ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه
وانما اكره هذا في كل مسجد له امام ومؤذن فاما مسجد على ظهر الطريق او ناحية لا يؤذن فيه
مؤذن راتب، ولا يكون له امام معلوم ويصلى فيه المارة ويستظلون فلا اكره ذلك فيه، لانه
ليس فيه المعنى الذي وصفت من تفرقة الكلمة، ثم قال: وانما اكرهه الا ان يجتمعوا في مسجد
مرتين ولا باس ان يخرجوا الى موضع فيجمعوا فيه، قلت: وهذا كله موافق لقول اصحابنا
ايضاً لانهم جعلوا علة الكراهة تقاعد القوم عن الجماعة الاولى .

وفي الفتاوى الهنديه (83/1) مط: ماجديه
المسجد إذا كان له إمام معلوم وجماعة معلومة في محله فصلى أهله فيه بالجماعة لا يباح تكرارها
فيه بأذان ثان أما إذا صلوا بغير أذان إجماعاً وكذا في مسجد قارعة الطريق .

وفي البنايه شرح الهدايه (580/2) مط: دار الكتب العلميه
يكره عندنا تكرار الجماعة في مسجد واحد، كذا في " الذخيرة " و " الوبري " وغيرهما وبه قال
مسلم وأبو قلابه وابن عوف وعثمان البتي والأوزاعي والثوري وأيوب والليث ومالك
والشافعي . وقال النووي: إذا لم يكن إمام راتب للمسجد فلا كراهة للجماعة الثانية والثالثة
بالإجماع، وأما إذا لم يكن راتب وليس المسجد مطروقا فمذهبنا كراهة الجماعة الثانية بغير إذنه
ويصلون فيه أفراداً خلافاً لأحمد . . . وقال القدوري في كتابه: إذا كان المسجد على قارعة
الطريق يوم وليس له إمام معين فلا بأس بتكرار الجماعة فيه، ولو صلى فيه غير أهله جماعة
فلا هله الإعادة إذا لم يؤدوا حقه، فإن صلى فيه بعض أهله فليس لبقية أهله أو لغيرهم أن يصلوا
جماعة، وفي " المبسوط " صلى فيه أهله أو أكثرهم، قال أبو يوسف: لا بأس بأن يصلوا جماعة في
غير الموضع الذي صلى فيه الجماعة بغير أذان وإقامة، . . . وقال الحسن البصري - رحمه الله -
كان أصحابه - عليه السلام - إذا فاتتهم الصلاة بالجماعة صلوا أفراداً في المسجد .

وفي المبسوط للسر حسي (135/1) مط: دار الفكر
قال (وإذا دخل القوم مسجداً قد صلى فيه أهله كرهت لهم أن يصلوا جماعة بأذان وإقامة
ولكنهم يصلون وحداناً بغير أذان ولا إقامة) لحديث الحسن قال كانت الصحابة إذا فاتتهم
الجماعة فمنهم من اتبع الجماعات ومنهم من صلى في مسجده بغير أذان ولا إقامة وفي الحديث
«أن النبي - صلى الله عليه وسلم - خرج ليصلح بين الأنصار . . . فلو كان يجوز إعادة الجماعة في
المسجد لما ترك الصلاة في المسجد والصلاة فيه أفضل، وهذا عندنا . . . (ولنا) أنا أمرنا بتكثير
الجماعة وفي تكرار الجماعة في مسجد واحد تقليلها لأن الناس إذا عرفوا أنهم تفوتهم الجماعة
يعجلون للحضور فتكثر الجماعة وإذا علموا أنه لا تفوتهم يؤخرون فيؤدي إلى تقليل
الجماعات وبهذا فارق المسجد الذي على قارعة الطريق لأنه ليس له قوم معلومون فكل من
حضر يصلي فيه إعادة الجماعة فيه مرة بعد مرة لا تؤدي إلى تقليل الجماعات ثم في مسجد
المحال . . . فأمّا إذا صلى فيه أهلها أو أكثر أهلها فليس لغيرهم حق الإعادة إلا في رواية عن أبي
يوسف - رحمه الله تعالى - قال إن وقف ثلاثة أو أربعة ممن فاتتهم الجماعة في زاوية غير الموضع
المعهود للإمام فصلوا بأذان فلا بأس به وهو حسن .



وفي المحيط البرهاني (351/1) مط: دارالكتب العلية

قال القدوري في «كتابه»: وإن كان المسجد على قارعة الطريق ليس له قوم معينين، فلا بأس بتكرار الجماعة فيه؛ لأن تكرار الجماعة في هذا الفصل لا يؤدي إلى تقليل الجماعة.

وفي العناية (318/10) مط دار الفكر

وقوله (وتكرار الجماعة إذا سبقهم بها غير أهلها) فلهم تكرار الجماعة، بخلاف ما إذا سبقوا بها فإنه ليس لغيرهم أن يكرر الجماعة.

وفي درر الحكام شرح غرر الاحكام (85/1) مط: دار إحياء الكتب العربية

(ولا تكرر) الجماعة (في مسجد محلة بأذان وإقامة) يعني إذا كان لمسجد إمام وجماعة معلومان فصلي بعضهم بأذان وإقامة لا يباح لباقيهم تكرارها بهما لكن لو كان مسجد الطريقي يباح تكرارها بهما.

وفي منحة الخالق (366/1) مط: دار الكتاب الاسلامي

أقول: ومفاد هذه النقول كراهة التكرار مطلقاً أي ولو بدون أذان وإقامة وأن معنى قول قاضي خان المار يصلي بغير أذان وإقامة أنه يصلي منفرداً لا بالجماعة بدليل التعليل والاستدلال بالمروي عن الصحابة، ويؤيده قوله في الظهيرية وظاهر الرواية أنهم يصلون وحداناً.

والله اعلم بالصواب

بنده محمد عمران الله عفا الله عنه

دارالافتاء جامعة اشرف المدارس كراچی

10 / شعبان / 1442 هـ

25 / مارچ / 2021ء

صحیح
الجواب
احسان رضا عفا الله عنه
۱۰ / ۸ / ۱۴۴۲ هـ

الجواب صحیح

محمد یونس عفا الله عنه

بنده محمد یونس عفا الله عنه

مفتی جامعہ اشرف المدارس

10 / شعبان / 1442 هـ

صحیح
الجواب
بنده عبد اللہ شلیع عفا الله عنه
۱۰ / ۸ / ۱۴۴۲ هـ



